قیامِ امن اور حیاتِ نبوی (ایک مثالی دور)

Establishment of Peace and the Life of the Holy Prophet (ﷺ) (An Ideal Era)

سیدہ سعدیہ*

ABSTRACT

Peace initiatives during the regime of the Prophet Muḥammad (ﷺ) needs to be studied to understand how to attain and maintain peace in a diverse society. The measures for peace, taken by the Prophet (ﷺ) can be divided into two types: The Internal Steps and The External Steps.

One of the fundamental objectives of his prophetic annunciation was 'purification and refinement', which was the core of his internal measures for peace. These measures produced moral values such as love and harmony, reconciliation and sacrifice among them. These personality traits were then translated into the establishment of equitable justice system and reciprocally, a just system leads to shape behaviors contributing to peace and harmony.

The Prophet (ﷺ) also focused on the external steps for peace. These external measures include the treaty of al-Madīnah, the agreement with the Christian delegation of Najrān, the treat of Ḥudaybiyah and the announcement of the amnesty at the conquest of Mekkah. Thus, the study of the Prophet's (ﷺ) life unfolds that if we want global peace, we have to follow the principles, practiced and laid down by the Prophet(ﷺ).

Keywords: *Peace Initiatives; Peaceful Rreligion; External Measures; Arab civilization; Global Peace*

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

امن و سلامتی کا تصور اسلام میں ایک بنیادی اور گہرا تصور ہے۔ یہ تصور اسلام کے مزاج سے گہری وابستگی رکھتا ہے، کائنات، زندگی اور انسان کے بارے میں اسلام کے کلی نظریے کے ساتھ اس کے شدید تعلق ہے۔ اسلام کا پورا نظام حیات، اس کے قوانین وضوابط، اس کے احکام و نواہی اور رسوم سب اس تصور کے ساتھ منسلک ہیں۔

امن کا معنی و مفہوم: عربی، اردو اور انگریزی لغات میں امن کے معنی ہیں چین، اطمینان، سکونِ آرام کے علاوہ صلح و آشتی اور پناہ کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ اور امان کے معنی کبھی حالت امن کے آتے ہیں اور کبھی اس چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی کے پاس بطور امانت رکھی جائے۔[۱]

امن عالم صرف جنگ و قتال کی عدم موجودگی ہی کا نام نہیں رہ جاتا، بلکہ یہ انسان کی انفرادی معاشرتی، مذہبی واخلاقی اور بین الاقوامی زندگی میں اطمینان اور بے خوفی کے وسیع مفہوم کو سمیٹے ہوئے ہے۔ اور اس مثالی کیفیت کا نام ہے جہاں زندگی کے تمام شعبے شاہراہ ترقی پر اندیشہ رہزنی کے بغیر سفر کرتے رہیں۔ اسلام کا نظریہ امن و سلامتی دائمی اصولوں کے تحت لازوال بنیادوں پر قائم استوار ہے جس میں مملکت کی عمارت کو امن کی مضبوط و مستحکم بنیادوں پر اٹھایا گیا ہے۔[۲]

ایمان اور عمل دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مسلم اور مومن کی تعریف ہی یہ کی ہے: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده[۳] وہ دوسروں کے لئے امن کا پیامبر ہوتا ہے اور وہ ہر اس چیز سے کنارہ کش رہتا ہے جو فتنہ وفساد کا موجب ہو۔

قیام امن کے لئے رسول ﷺ نے جو اقدامات کئے، وہ دو طرح کے تھے۔

۱) داخلی امن ۲) خارجی امن

داخلی امن کے لئے رسول ﷺ کے اقدامات:

ظہور اسلام کے وقت روئے زمین کے جس جس حصے پر ذریت آدم متمکن تھی وہاں وہاں فساد اور انتشار اپنے عروج پر تھا۔ تمام معاشرتی ادارے شکست وریخت کا شکار ہو چکے تھے۔ خونریزی، اخلاقی تنزلی، اخلاقی معائب کی لپیٹ میں پورا معاشرہ آچکا تھا۔ معاشرے کی اسی حالت کی جانب قرآن مجید میں ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے:

﴿ ظَهَرَ ٱلْفَسَادُ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِى ٱلنَّاسِ ﴾[۴]

(خشکی اور تری میں لوگوں کی بد اعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔)

معاشرے کو امن و سکون سے آراستہ کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ داخلی امن کی طرف بھی بھرپور توجہ دی۔ داخلی امن کے لئے جو اقدامات کئے گئے، ان میں سے اہم کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

۱۔ عقیدہ و ضمیر کا امن :

حقیقت یہ ہے کہ دینی عقیدہ کلی فکر کا نام ہے جو انسان کو ظاہری اور باطنی قوتوں سے مربوط کر دیتا ہے۔ وہ روح انسانی کو اعتماد اور سکون سے بھر دیتا ہے اور اسے ایسی قدرت اور طاقت بخشتا ہے، جس سے زوال پذیر قوتوں اور باطل نظاموں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ وہ ان کو منزل مقصود، نصب العین اور راہ عمل واضح طور پر ان کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ وہ ان کی ساری قوتوں کو ایک مرکز پر جمع کر کے انہیں ایک راہ پر لگا دیتا ہے۔ انسانی قوتوں کے ساتھ خود اس عقیدے کی قوت اس میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور یہ سب قوتیں مل کر ایک محور کے گرد لگا دیتے ہیں۔[۵]

اسلام ساری انسانیت کے لئے آیا ہے۔ اس لیے کلمۃ اللہ کے بروئے کار لانے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی لائی ہوئی بھلائی تمام انسانوں تک پہنچ جائے، اور جو لوگ اس عقیدے کی راہ میں حائل ہوں اسلام ان سے قتال کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَٰتِلُوهُمۡ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتۡنَةٞ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِۚ ﴾[۶]

(اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے۔ اور دین اللہ کا ہی ہو جائے۔)

۲۔ مذہبی منافرت کا خاتمہ و مذہبی رواداری:

اسلام نے انسانیت کو ﴿ لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِ ﴾ (دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے)[۷] کہہ کر مذہبی آزادی عطا کی ہے۔ قیام امن کے لئے کئے گئے نبوی ﷺ اقدامات میں سے اہم اقدام مذہبی منافرت کا خاتمہ اور مذہبی رواداری کا فروغ بھی تھا۔ کیونکہ ظہور اسلام کے وقت امن و امان کو ختم کرنے والے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا۔ اسلام کے خلاف عربوں کا اٹھ کھڑے ہونا اور اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے کی جانے والی قریش مکہ کی تمام کاوشیں اس حقیقت کی غماز ہیں۔ جبکہ آپ ﷺ نے جس دین کی دعوت دی وہ تمام مذہبی منافرتوں سے ماورا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَآ أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴾(۸)

(اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی، ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لئے تمھارے اعمال، ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں، اللہ ایک روز ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف ہم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔)

اسی طرح سورۃ کافرون میں ارشاد بھی اس پیام کی اہم مثال ہے۔(۹)

۳۔ نسل در نسل انتقام کا خاتمہ:

نسل در نسل انتقام کا سلسلہ دنیا میں کشت وخون کا بازار گرم کئے رکھتا ہے اور جب تک آتش انتقام ٹھنڈی نہیں پڑجاتی یہ سلسلہ دراز رہتا ہے۔ بعثت محمدی ﷺ سے قبل نہ صرف جزیرۃ العرب بلکہ کم وپیش تمام دنیا اس خلق رذیلہ میں مبتلا تھی۔ اسلام قیام امن کے لئے نسل در نسل انتقام کے جذبات کی بیخ کنی کرتا ہے۔ اور کسی ایسی کوشش کو جس میں کسی کا ناحق خون بہے اسے پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَنَّهُۥ مَن قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَآ أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ﴾(۱۰)

(اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچائے اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔)

اس آیت مبارکہ کا مقصود یہ ہے کہ ایسا آدمی جو ناحق کسی انسان کو قتل کرتا ہے اس سے بھلائی اور خیر کی کوئی توقع نہیں لہٰذا ایسا آدمی پوری انسانیت کا اور امن عامہ کا دشمن ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی مظلوم قتل ہوتا ہے تو اس کے خون کا گناہ آدم کے پہلے بیٹے پر لاد دیا جاتا ہے، کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کو جاری

کیا۔[۱۱] ارشاد نبوی ہے کہ لوگوں میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا۔[۱۲]

اسلام امن و سلامتی کے فروغ کے لئے کسی کو قتل کرنا تو کجا قتل کرنے میں معاونت کو بھی حرام قرار دیتا ہے۔من اعان علی قتل مؤمن بشطر کلمة لقی الله عزوجل، مکتوب بین عینیه: آیس من رحمة الله[۱۳]۔ قیامت کے دن جس چیز کا فیصلہ سب سے پہلے کیا جائے گا وہ خون بہا کا معاملہ ہو گا۔[۱۴]

اسلام نہ صرف اس طرح کے ہر قدم کی مذمت کرتا ہے جس سے نقص امن کا خطرہ ہو۔ بلکہ اسلام ہر طرح کے ایسے معاملے کی بھی بیخ کنی کرتا ہے جس سے ذرابرابر بھی فساد و انتشار پھیلنے اندیشہ ہوتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے: بلکہ کس مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ڈرائے اور اسے خون زدہ کرے۔[۱۵] من اشار الی اخیه بحدیدة فان الملائکة تلعنه حتیٰ ینزعه[۱۶]

اسلام میں کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے خواہ وہ کوئی اعلیٰ عہدے دار ہی کیوں نہ ہو؟ بلکہ حکم دیا گیا ہے کہ بلا امتیاز تمام افراد سے عدل و انصاف کا برتاؤ کیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَـَٔانُ قَوْمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعْدِلُوا۟ ۚ ٱعْدِلُوا۟ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ﴾[۱۷]

(کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کر دے۔ عدل کیا کرو جو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔)

اسلام ظلم کا بدلہ لینے کی اجازت دیتا ہے مگر یہ بدلہ صرف ان لوگوں سے لیا جائے گا جنہوں نے ظلم و جور کا ارتکاب کیا ہے، وہ لوگ جن کا ظالم کے مذہب، نسل، وطن، یا خاندان سے تعلق ہے مگر وہ اس ظلم میں شریک نہیں ہیں، یعنی وہ جسمانی طور پر شریک ہیں، نہ اس کی مالی معاونت کی ہے، اور نہ ہی منصوبہ سازی و پلاننگ میں ساتھ رہے ہیں، تو ایسے بے قصور، غیر مکلف افراد سے صرف اس بنیاد پر بدلہ لینا کہ وہ ظالم کے ہم مذہب یا ہم وطن ہیں اسلامی اصول و قوانین کے خلاف ہے۔[۱۸] ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قانون کے دائرہ میں رہ کر قانون کے ذریعہ جو زیادتی اس پر کی گئی ہے اس کا بدلہ لے سکتا ہے۔

﴿فَمَنِ ٱعۡتَدَىٰ عَلَيۡكُمۡ فَٱعۡتَدُواْ عَلَيۡهِ بِمِثۡلِ مَا ٱعۡتَدَىٰ عَلَيۡكُمۡۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلۡمُتَّقِينَ﴾ (۱۹)

(جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر اسی کے مثل زیادتی کرو جو تم پر کی ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔)

اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ساتھ عفو و درگزر کا حکم دیتے ہیں ان کے ہاں رحمت و مغفرت کا درجہ بہت بلند ہے:

﴿وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنۡ عَزۡمِ ٱلۡأُمُورِ﴾ (۲۰)

(اور جو شخص صبر کرلے اور معاف کر دے یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے (ایک کام) ہے۔)

نفس انسانی میں غیظ و غضب کے اثرات و امکانات ایسے حقائق ہیں جنہیں ناپید نہیں کیا جاسکتا اس کے کئی اسباب ہوتے ہیں بعض تو خود انسانی شعور و ادراک سے پھوٹتے ہیں۔ بعض کا منشا مصلحتوں کا تصادم ہوتا ہے۔ اور بعض مسلک و رویے کے اختلاف سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسلام فیاضی، نرم مزاجی اور خندہ روئی کا حکم دیتا ہے لیکن اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کرتا کہ غیظ و غضب کے جذبات بھی فطری جذبات ہیں اسی لئے اسلام یہ حکم نہیں دیتا کہ ان جذبات کو اپنے نفوس سے بالکل مٹادیں۔(۲۱)

نبی رحمت ﷺ کی حیات مبارکہ سے بکثرت ایسی امثال پیش کی جاسکتی ہیں جن میں آپ ﷺ نے باوجود قدرت کے اپنے دشمنوں کو معاف فرمادیا۔ کفار مکہ نے آپ ﷺ کو طرح طرح کی ایذائیں دیں آپ ﷺ پر آوازیں کسیں، توہین کی، آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ دندان مبارک شہید کیے گئے۔ آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کی لاش کی بے حرمتی کی گئی مگر فتح مکہ کے روز آپ ﷺ اپنے بدترین دشمنوں کو یہ حیات افزا پیغام سنایا: ﴿لَا تَثۡرِيبَ عَلَيۡكُمُ ٱلۡيَوۡمَ﴾(۲۲)

آپ ﷺ نہ صرف اپنے بدترین دشمنوں کو معاف فرمایا بلکہ ان کے گھروں کو دارالامان قرار دے کر اعزاز و اکرام عطا فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آج رحم اور امن و عافیت کا دن ہے۔(۲۳)

۴۔ اخوت و محبت کا فروغ:

جس معاشرے میں باہمی اخوت و بھائی چارہ کی فضا قائم ہو وہاں عمومی مزاج صلح و آشتی کا ہوتا

ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون و ہمدردی، اخلاص و ایثار کے جذبات رواج پذیر ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں جس معاشرے کی بنیاد رکھی وہ اخوت و بھائی چارہ کے زریں اصول پر قائم تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد جو اولین اقدامات کیے ان میں انصار و مہاجرین کے درمیان مواخاۃ کا ازلی و ابدی رشتہ قائم کیا۔ اس مواخاۃ کی جہاں اور بہت سی حکمتیں تھیں وہیں ایک پر امن معاشرے کیلئے وہاں کے باشندوں کو ایک ایسے رشتے میں باندھنا جو باہمی خلوص و اتحاد پر مبنی ہو بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اخوت کے رشتے میں منسلک کرنے کے ساتھ اس رشتے کو مزید مستحکم کرنے اور ہر طرح کے فساد اور فتنہ انگیزیوں سے بچانے کے لئے ایسی تعلیمات دیں جس پر عمل کر کے ہر فرد امن و سکون سے اپنی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے مومنین پر ان کی پابندی اس قدر لازم ٹھرائی کہ انہیں ایمان کی شرائط میں سے داخل فرمایا۔ مومنین کے باہمی تعلقات کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا۔ «**المسلم اخوالمسلم لا یظلمه ولا یسلمه ومن کان فی حاجته اخیه کان الله فی حاجته**»[۲۴] مومنین کی باہمی کیفیت کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: «**تری المومنین فی تراحمهم و توادهم و تعاطفهم کمثل الجسد اذا اشتکی عضوا تداعی له سائر الجسده باسهر و الحمی**» [۲۵]

اسلام نے صرف زیادتی کرنے سے ہی منع نہیں کیا، بلکہ اس نے انسانوں سے رحم، شفقت اور محبت کے تعلقات استوار کرنے کا حکم دیا گیا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، باہم حسد مت کرو، اور ایک دوسرے سے روگردانی مت کرو، اے خدا کے بندو، بھائی بھائی بن جاؤ۔ [۲۶] تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔ [۲۷] کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کی تین دن سے زیادہ اپنے بھائی کو چھوڑ رکھے کہ جب آپس میں ملیں تو یہ اس سے اور وہ اس سے منہ پھیر لے اور ان میں سے بہتر وہی ہے جو سلام میں پہل کرے۔ [۲۸] نبی کریم ﷺ کی یہی رحمت و محبت کی صفات قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں:

﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ ﴾ [۲۹]

(اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر رحم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے سو آپ ان سے در گزر کریں۔)

اسلام صرف رحمت کو صرف اہل اسلام کے ساتھ ہی مخصوص قرار نہیں دیتا، بلکہ یہ سب تمام انسانوں کے لئے مطلوب ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والات، پر رحم کریگا۔ [۳۰] اور اے ہمارے رب ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کوئی میل نہ رکھ۔ [۳۱] تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین انسان وہ ہے جو اس کے کنبے کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہے۔ [۳۲]

مودت مدنی معاشرے کی اساس تھی۔ اسلامی تعلیمات اس بات پر زور دیتی ہیں کہ معاشرے میں محبت کا فروغ ہو، آپ ﷺ نے جس معاشرے کی بنیاد رکھی وہ ہر طرح کے استحصال اور خود غرضی اور نفا نفسی سے پاک تھا۔ لہذ آپ ﷺ نے افراد معاشرہ کے آپس کے تعلقات کی بنیاد باہمی احترام پر رکھی۔ کوئی امیر کسی غریب کو حقیر نہیں سمجھ سکتا، کوئی حاکم کسی کو محکوم اور نہ کوئی طاقتور کسی کمزور کو نیچا دکھا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی انسان کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ [۳۳]

ان تعلیمات سے ایک مومن کی دوسرے مومن کے لیے خیر خواہی، ہمدردی، خلوص جھلکتا ہے۔ لہذا آپ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔ نیز یہ تعلیم دی کہ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے۔ [۳۴] بلکہ تحفے اور ہدایا کہ ذریع سے اس تعلق کو مزید مستحکم اور خوشگوار بنانے کی جانب توجہ مبذول کروائی گئی۔

۵۔ بدعہدی کی ممانعت:

بدعہدی ایک بدترین اخلاقی جرم ہے۔ اور نقص عہد بہت سے مفاسد و معاشرتی بگاڑ کا باعث بنتا ہے۔ اس سے عموما لڑائی جھگڑا، دست درازی، نقص امن، اور بعض حالات میں جنگوں کی نوبت بھی آجاتی ہے۔ قرآن واحادیث میں عہد کی پاسداری پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اربعة من کن فیه وجد کان من منافقا خالصا و من کانت فیه خلة منهن کانت فیه خلة من نفاق حتیٰ ئید عها اذا حدث کذب و اذا عهد غدرو اذا وعد اخلف واذا خاصم فجر [۳۵]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

من قتل معاهد لم يرح رائحة الجنة (۳۶)

ایک اور حدیث میں بد عہدی کی مذمت ان الفاظ میں آئی ہے:

لكل غادر لواء يوم القيمة يرفع له بقدر غدرة، الا ولا غادر اعظم غدرا من امير عامة (۳۷)

۶۔ معاشرتی اصلاح کے اقدامات:

کسی بھی پر امن معاشرے کا خواب تب تک شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا، جب تک افراد معاشرہ صالح نہ ہو۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے افراد امت کی فکری تطہیر و تربیت کا اہم فریضہ بھی ادا کیا۔ درج ذیل آیت مبارکہ میں آپ ﷺ کے اسی منصب کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

﴿لَقَدْ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلْكِتَٰبَ﴾ (۳۸)

(بیشک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب سکھاتا ہے۔)

معاشرہ افراد کا مجموعے کا نام ہے۔ لہذا اسلام معاشرے کی اصلاح کے ساتھ ساتھ فرد کی اصلاح پر بھی زور دیتا ہے اس کی نظر میں فرد اور سماج دونوں کی اصلاح و تربیت یکساں اہمیت رکھتی ہے۔ اسلام ہر فرد کی جداگانہ شخصیت کا قائل ہے وہ معاشرے کے ہر فرد کے ذہن میں یہ احساس بیدار کرتا ہے کہ انسان اپنے اعمال کا ذمہ دار اور اپنی پوری زندگی کے لئے خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔ (۳۹)

ارشادات باری تعالیٰ ہیں:

(جو اچھے عمل کرے گا وہ اس کے لئے ہے اور جو برے کام کرے گا اس کا گناہ اس کے نفس پر ہے۔) (۴۰)

(جو ذرا برابر بھی بھلائی کرے گا وہ بھی اس کو پالے گا اور جو ذرا برابر بھی برائی کرے گا وہ بھی اس کو پالے گا۔) (۴۱)

علم دین کا ایک بڑا مقصد عملی زندگی کی اصلاح ہے اس لئے اسلام ہر فرد میں یہ جذبہ عمل بیدار کرتا ہے اور سعی وجدوجہد کی اہمیت اس کے ذہن پر نقش کرتا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:

(اور انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے کوشش کی۔)[۴۲]

احادیث مبارکہ میں بھی ہر فرد کو مسؤلیت کے لئے تیار رہنے کا کہا گیا ہے:

كلكم راع و كلكم مسؤل عن رعيته[۴۳]

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

لا تزول قدما عبد يوم القيمة من عند ربه حتىٰ يسال عن خميس، عن عمره فيما افناه، وعن شبابه فيما ابلاه، وعن ماله من اين اكتسبه وفيما انفه، وماذا عمل علم[۴۴]

ان احادیث میں افراد معاشرہ کی تربیت کی گئی ہے کہ وہ خود کو مسؤلیت کے لئے تیار کریں۔

اسلام ایک ایسے معاشرے کا خواہاں ہے جو ہمہ گیر ہو۔ ہر طرح کے تعصبات سے مبرا اور ایک فکری لحاظ سے ایک اصولی اور پاکیزہ اخلاق پر مبنی ہو۔ اس سلسلے میں سیرت طیبہ ﷺ ہماری کامل رہنمائی کرتی ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

من راى منكم منكرا فليغير بيده فان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه[۴۵]

احادیث مبارکہ ہیں:

الدين النصيحة قلنا لمن هى يارسول الله ﷺ قال:لله و لرسوله و لكتابه ولائمه المسلمين وعامتهم[۴۶]

والذى نفسى بيده لتامرون بالمعروف ولتنهون عن المنكر او ليوشكن الله ان يبعث عليكم عقابا منه ثم تدعونه فلا يستجب لكم[۴۷]

۷۔ خاندانی امن کا قیام:

خاندان معاشرتی ادارات میں اولیت درجے میں ہے، خاندان کی حیثیت ایک چھوٹی سی ریاست

کی ہے اگر اس چھوٹی ریاست میں سکون و اطمینان ہو گا تو یہ دائرہ وسعت اختیار کرتے ہوئے پورے معاشرے پر محیط ہو گا۔ نبی کریم ﷺ اس ادارے کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے اکمل ترین تعلیمات دیں۔ اسلام سب سے پہلے عائلی زندگی کے تعلقات کی ایک روشن اور شاداب تصویر پیش کرتا ہے۔

اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کی اس نے تم ہی میں سے تمہارے لئے جوڑے بنادیئے تاکی تم ان سے سکون حاصل پاؤ اور تمہارے درمیان محبت ورحمت پیدا کردی۔ [۴۸]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ [۴۹]

اس تعلق میں ایک دوسرے کے لئے احترام، مودت، محبت، شفقت ہے۔ خاندان کے تمام افراد کے باہمی تعلقات کو منظم ہوتے ہیں اور ان سب میں باہمی کفالت میں کچھ حقوق و فرائض، کچھ آسائشیں اور ذمہ داریاں ہوتی ہیں اس سب کا نتیجہ باہمی اعتماد، زندگی اور مستقبل کا سکون و اطمینان اور امن و قرار کا شعور ہوتا ہے۔

اسلام مردوں کو جہاں عائلی زندگی میں قوام بناتا ہے، ﴿ٱلرِّجَالُ قَوَّٰمُونَ عَلَى ٱلنِّسَآءِ﴾ [۵۰] وہیں انہیں یہ تعلیم بھی دیتا کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آو [۵۱]۔ ماں کے قدموں تلے جنت کی نوید دیتا ہے [۵۲]۔ تو بیٹی کی پرورش اور تربیت پر جنت کی بشارت [۵۳]۔ اور نیک عورت کو دنیا کی بہترین متاع [۵۴] قرار دے کر خاندانی نظام میں اعتدال و توازن پیدا کرتا ہے تاکہ نہ تو ٹکراؤ اور نہ ہی کسی حق تلفی۔

۸۔ ظلم کی ممانعت:

ظلم جس معاشرے میں روا ہو وہاں پر امن ایک خواب ہوتا ہے۔ لہذا نبی کریم ﷺ نے ظلم کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے۔ حدیث مبارکہ ﷺ ہے:

«انصر اخاک ظالما او مظلوما» [۵۵]

۹۔ نظام معیشت کی اصلاح:

داخلی امن واستحکام کے لئے نظام معیشت کی اصلاح ناگزیر ہے۔ اگر کسی معاشرے میں معیشت مستحکم نہ ہو تو وہاں پر جرائم کی شرح میں اضافہ ہو گا۔ ایک دوسرے کے حقوق غصب کرنے کے لئے ہر کوئی تیار ہو گا اور کرپشن، رشوت ستانی اور بہت سی مالی بدعنوانیاں جنم لیں گی۔ لہذا اسلام نظام معیشت کی اصلاح کرتا ہے اور اس کو ایسی مستحکم بنیادوں پر استوار کرتا ہے جس میں زکوۃ، صدقات، انفاق فی سبیل اللہ، قرض حسنہ کے ذریعے معاشرے کے محروم طبقے کے حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ اسلام نے معاشی اصول یہ عطا فرمایا:

{توخذ من اغنیاءھم و ترد الی فقراءھم} (۵۶)

اسلام خرید و فروخت اور قرض کے تقاضے کے معاملات میں وسیع النظری کی دعوت دیتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ بیع وشراء اور تقاضے میں وسیع القلب آدمی پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے۔ (۵۷)

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تجارت میں خیر سگالی کا حکم دیا ہے۔ خرید و فروخت کرنے والے فریقین کو فسخ کا اختیار ہے جب تک کہ جدا نہ ہو جائیں۔ اگر وہ سچ بولیں اور حقیقت ظاہر کر دیں تو ان کے سودے میں برکت ہو گی۔ اگر حقیقت کو چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے سے برکت ضائع کر دی جائے گی۔ (۵۸) نبی کریم ﷺ نے ایسی تمام چیزوں سے اجتناب کرنے حکم دیا ہے جس سے عداوت بھڑکے اور کینہ پیدا ہو۔ مثلاً جوئے بازی کی مجلسیں وغیرہ۔

۱۰۔ مساوات:

اسلامی معاشرے میں تمام انسان برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت و امتیاز حاصل نہیں۔ ذریت آدم کی اصل ایک ہی ہے۔ رنگ، نسل، قبیلہ برادری، ملک و قوم وغیرہ کی فطری تقسیم صرف باہمی تعارف کے لئے ہے۔ ان کی اصل ایک ہے۔

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا
وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً﴾ (۵۹)

سورۃ الحجرات میں ارشاد فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَـٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَـٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا۟ ۚ

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (۶۰)

آپ ﷺ نے متعدد احادیث میں ومساوات کو درس دیا اور ہر طرح کی فضیلت اور برتری کا معیار صرف تقویٰ کو قرار دیا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

- ایها الناس ان الله قد اذهب عنكم عصبية الجاهلية و تعاظمها بآباءها (۶۱)
- لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی الا بالتقوی (۶۲)
- الناس بنو آدم و خلق الله آدم من تراب (۶۳)
- الناس سواسية كاسنان المشط (۶۴)

ان تمام آیات اور احادیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے معاشرے میں مساوات کو فروغ دیا اور ہر طرح کی طبقاتی کشمکش کا خاتمہ کیا۔ اسلام بالحاظ تخلیق تمام ذریت آدم کو یکساں اہمیت دیتا ہے۔ اور ہر طرح کے امتیاز کا خاتمہ کرتا ہے، اگر کوئی شرف اور برتری ہے تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔

۱۱۔ قانون کی بالادستی وحدود وتعزیرات کا نفاذ:

داخلی امن واستحکام پائیدار بنیادوں پر تب تک قائم نہیں ہو سکتا، جب تک بلا امتیاز تمام افراد پر قانون کا یکساں اطلاق ہو۔ عہد نبوی میں قانون کی یہ بالادستی قائم تھی، اسی وجہ سے تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمان تو مسلمان، یہودی اور دیگر مذاہب کے پیروکار بھی انصاف کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں اپنا مدعا پیش کرتے تھے۔ داخلی امن کے قیام کے لئے نبی کریم ﷺ نے نظام حدود کا نفاذ فرمایا۔ ان کا بنیادی مقصد دوسرے انسانوں کے حقوق کا تحفظ کرنا اور معاشرت میں پیدا ہونے والی ہر طرح کی بدنظمی، بے راہ روی، انتشار اور فساد کا خاتمہ کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ان برائیوں اور جرائم کی سزا بہت سخت رکھی ہے جن کا براہ راست اثر نہ صرف اصل مجرم تک محدود رہتا ہے بلکہ پورے معاشرے پر اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ ان جرائم کی روک تھام اور تدارک کے لئے ضروری ہے کہ صرف معمولی سزاؤں اور محض ترغیب وترہیب ہی پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ سخت سزا دینا عین مصلحت اور حکمت عملی پر محمول ہوتا ہے۔ تمام حدود زنا، قذف، سرقہ، حرابہ، لعان، خمر نافذ کرنے اور نبی کریم ﷺ کی تعلیم وتربیت کا یہ

اثر ہوا کہ لوگ خود آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اعتراف جرم کرتے اور آپ ﷺ سے حد نافذ کرنے کی استدعا کرتے۔ (۶۵)

اسلام نہ صرف یہ کہ جرائم پر سزا نافذ کرتا ہے بلکہ وہ ایسے تمام اسباب و عوامل کو تدارک بھی کرتا ہے جس سے برائی فروغ پائے۔ پردے کے احکامات، مخلوط محافل سے اجتناب، محرم کے بغیر سفر کرنے کی ممانعت، حلال ذرائع سے روزی کمانے کی فضیلت، معاشرے کے محروم افراد کی اعانت کا حکم، قرض حسنہ کی ترغیب، اور اس جیسے متعدد احکامات اس بات کا صریح ثبوت ہیں۔

۱۲۔ فرقہ واریت کا خاتمہ:

عصر حاضر میں داخلی امن و استحکام کے لئے فرقہ واریت کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ مسلمانوں کی آپس کی تفرقہ بازی کا فائدہ اغیار اٹھا رہے ہیں اور خود مسلمان کو مسلمان ہی کے ہاتھ سے قتل کیا جارہا ہے۔ فرقہ واریت دوسروں کے ہاتھ مضبوط کرنے کا باعث بنی ہوئی ہے۔ یہ صورتحال ملک کی سلامتی کے بہت بڑا خطرہ ہے۔ اسلام تو ہر طرح کی گروہ بندیاں مٹانے اور ایک دوسرے کو ملانے کے لئے آیا تھا۔ علماء و زعمادین اگر خلوص نیت سے ان فرقہ بندیوں کا خاتمہ کرنا چاہیں، تو کر سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے انھیں اپنے ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر ملی اور قومی مفاد میں سوچنا ہو گا۔ کیونکہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ (۶۶)

۱۳۔ مواخاۃ مدینہ اور امن کا قیام:

نبی کریم ﷺ نے مواخات کے ذریعے مدینہ میں امن کی بنیاد رکھی۔ رسول العالمین کو مسلمانوں کے درمیاں مواخات قائم ہو جانے سے ایک گونہ طمانیت حاصل ہوگئی۔ اگر اس پر غور کیا جائے کہ مدینہ کے منافقین قبیلہ اوس و خزرج کے مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوانے کے لئے کس طرح پر تلے ہوئے تھے، تو اس مواخات کی حکمت و سیاست کی اہمیت تسلیم کرنے کے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ مدینہ کے انہی منافقوں نے مہاجر و انصار کے درمیاں منافرت پیدا کرنے کی مہم بھی شروع کر رکھی تھی۔ مگر مواخات نے ان کی چالیں ختم کر دیں۔ (۶۷)

۱۴۔ میثاق مدینہ استحکام امن کے لئے بین الاقوامی معاہدہ:

مدینہ میں مختلف نسلوں کے لوگ آباد تھے۔ نبی ﷺ نے مدینے پہنچ کر ہجرت کے پہلے ہی سال یہ مناسب خیال فرمایا کہ جملہ اقوام سے ایک معاہدہ بین الاقوامی اصول پر کر لیا جائے۔ تا کہ نسل اور

مذہب کے اختلاف میں بھی قومیت کی وحدت قائم رہے اور سب کو تمدن و تہذیب میں ایک دوسرے سے مدد و اعانت ملتی رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کی شہری ریاست کو ایک مستحکم نظم عطا کیا اور اس کے لئے خارجی خطرات سے نبٹنے کے لئے بنیاد قائم کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کی ایک ایسا نظام قائم ہونے سے ریاست کے کندھوں سے ایک بڑا بوجھ اتر جاتا ہے جو آج کل جدید ریاستوں میں ایک سنگین مسئلہ بنا ہوا ہے۔ یہ معاہدہ رسول پاک ﷺ کے پر امن ارادوں اور نیک آرزؤں کی عکاسی کرتا ہے۔ [۶۸]

خارجی امن کے لئے رسول اللہ کے اقدامات:

وحدت نسل انسانی:

دنیا تب تک امن نہیں ہو سکتا جب تک انسان اپنے ہی جیسے بنائے ہوئے آدم کو خود سے کمتر خیال کرتا رہے۔ اگر غور کیا جائے اس برتری اور تفوق کے رویے نے بہت سی جنگوں کو جنم دیا ہے۔ جبکہ آپ ﷺ نے اس طرح کے ہر رویے کی مذمت فرمائی۔ اس کی وجہ یہ کہ تمام بنی نوع انسان کی اصل ایک ہے، ان کا معبود ایک ہے، نسل انسانی کا مقصد تخلیق ایک ہے، نسل انسانی کا مرجع ایک ہے، ان تمام باتوں کی وجہ سے تمام انسان برابر ہیں۔

عہد نبوی میں چونکہ نظریات اور نظائر میں فرق نہیں ہوتا تھا، اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آقا و غلام، قریشی و غیر قریشی، عربی و عجمی، حبشی و رومی و ایرانی ایک ہی صف میں شانہ بہ شانہ رہتے اور ان میں ان قدیم جاہلی اختلافات کا ذرا بھی لحاظ نہیں کیا جاتا تھا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی اس سیاست کو آپ ﷺ کے جانشینوں نے پوری وفاداری سے جاری رکھا اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلمانوں کی ذہنیت میں تواتر و توارث کے باعث اتنی رچ گئی کہ پھر اسلام اور مساوات لازم و ملزوم سمجھے جانے لگ گئے۔ [۶۹]

وطنیت پرستی کا خاتمہ:

وطن ایک ایسا بت ہے جس کی پوجا کرنے والے کسی غیر وطن کو برداشت نہیں کرتے۔ اور مخلوق خدا کے درمیان منافرت اور تعصب کو ہوا دی جاتی ہے جدید دور میں بھی بہت سے افراد کا خون وطن پرستی کے نام پر بہایا جا چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے وطن پرستی کی ہر ممکنہ صورت کا سد باب فرمایا۔ حدیث مبارکہ ﷺ ہے: «**لیس منامن دعا الی عصبیة ان الارض لله**» [۷۰]

رسول اللہ ﷺ اپنی فکر نو میں سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام سے منفرد تھے۔ ایک نئی طرح فکر تھی جسے آں حضرت نے اس وقت نظر اور دور اندیشی کے بعد قائم کیا کہ صاحب دانش کو آپ ﷺ کی اصابت فکر کے سامنے سر جھکائے بغیر چارہ نہ رہے، یہ کہ جدید وطن کو ایسی وحدت میں منسلک کیا جائے جو آج تک عرب کے وہم و خیال میں بھی نہ آسکی۔ (۷۱) نبی کریم ﷺ نے وطنیت کے برعکس نظریہ ملت دیا۔ اور ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی بنا دیا۔

رواداری اور برداشت کا فروغ:

رواداری کا مطلب ہے: ہر نوع کے نسلی، لسانی، علاقائی اور مذہبی امتیازات و اختلافات کو ان کا جائز مقام دینا اور برداشت کرنا، یعنی کوئی گورا اس لئے کسی کالے کے پیچھے نہ پڑ جائے کہ چونکہ وہ خود گورا ہے کالے کو جینے کا حق کیوں دے؟ کوئی عربی بولنے والا کسی دوسری زبان بولنے والے کی گردن ناپنا شروع نہ کردے، کوئی ایرانی کسی افغانی کے لئے محض علاقائی اختلاف کے جرم کی پاداش میں خون ارزانی کا فتوٰی صادر نہ کردے، اور ایک مذہب کا پیروکار دوسرے کے لئے غیر مہذب اور موجب آزار نہ بن جائے۔ (۷۲)

قیام امن کے لئے رواداری اور برداشت وہ بنیادی نکات ہیں جن کے بغیر امن کا خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا باشندگان مکہ و مدینہ اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ آپ ﷺ کا حسن سلوک و رواداری اس کا بین ثبوت ہے۔ سورۃ کافرون بھی اسی روادارانہ طرز عمل کو واضح کرتی ہے۔ (۷۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴾ (۷۴)

(اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمھارا بھی، ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لئے تمھارے اعمال، ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں، اللہ ایک روز ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف ہم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔)

بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کو بہت سارے حقوق عطا کیے ہیں، آزادی

کا حق، عزت نفس کا حق وغیرہ، اور یہ حقوق اسے بغیر رنگ و نسل اور مذہب کی تفریق کے ملے ہیں اور انسان کی پیدائش کا مقصد بھی انھی حقوق کے تحفظ پر موقوف ہے۔(۷۵)

سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اسلام اپنے قانون میں فرد کے لئے ہر قسم کی ضمانت کا پورا اہتمام کرتا ہے۔ وہ اس کی جان، مال اور ناموس کی حفاظت کرتا ہے، خدائی حق کے سوا کوئی اسے چھو بھی نہیں سکتا۔ اسلام اسے تمسخر، جاسوسی، غیبت اور شکوک و شبہات کی بناء پر گرفتاری سے حفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔"(۷۶)

یہ حقوق بلا امتیاز رنگ و نسل و مذہب تمام افراد معاشرہ کو حاصل تھے۔ ان حقوق کی فراہمی میں تمام افراد یکساں حیثیت رکھتے تھے۔ اس میں یہ وہ تمام حقوق ہیں جو معاشرتی امن قائم برقرار رکھنے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ شریعت کا مقصد بھی انہی حقوق کا تحفظ ہے۔

ارشاد قرآنی ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا يَسۡخَرۡ قَوۡمٞ مِّن قَوۡمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُواْ ....
وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ تَوَّابٞ رَّحِيمٞ﴾(۷۷)

(اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ، اور نہ کسی کو برے لقب دو، ایمان کے بعد فسق برا نام ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔ اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں، اور بھید نہ ٹٹولا کرو، اور نہ تم کسی کی غیبت کرو، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔)

امام غزالی فرماتے ہیں:

مخلوق کی بابت مقاصد شریعہ پانچ ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ ان کے دین، ان کی جان، ان کی عقل اور ان کی نسل اور ان کے مال کی حفاظت کرے۔(۷۸)

فساد اور دہشت گردی میں اضافہ کا باعث یہ بھی کی انسانی جان کا احترام دلوں سے نکل گیا ہے۔ اور اسی وجہ سے انسان ایک دوسرے کے خون کو اپنے لئے حلال کئے ہوئے ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو یکساں بزرگی عطا کی ہے۔

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ ءَادَمَ﴾ [۷۹]

(یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی۔)

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ [۸۰] ظلم وجور، فتنہ و فساد، تخریب کاری اور دہشت گردی کا سخت مخالف ہے۔ اور دنیا میں فساد پھیلانے کو سختی سے منع کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور زمین میں اصلاح کے بعد خرابی مت ڈالو [۸۱]۔

صلح حدیبیہ:

صلح حدیبیہ کی شرائط اگر قبائلی عصبیت کی نظر سے دیکھی جائیں تو اہل قریش کے لئے مفید تھیں، لیکن رسول اللہ ﷺ کی نظر امن و سلامتی کے پہلوؤں پر تھی۔ رسول پاک ﷺ نے کسمپرسی میں بھی وظیفہ رسالت ادا فرمایا اور حصول اقتدار کے بعد بھی اسی پر اکتفا کیا۔ [۸۲] اس معاہدے کے ذریعے آپ ﷺ کے دو مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ پہلا امن و سکون کا قیام اور دوسرا مسلمانوں کی کسی تیسری طاقت سے جنگ کی صورت میں قریش مکہ سے غیر جانبدار رہنے کے وعدہ کا حصول۔ [۸۳]

فتح مکہ:

فتح مکہ کے دن سے مکہ از سر نو امن و سلامتی کا گہوارہ بن گیا، جہاں سے پیغام امن و سلامتی کی کرنیں آسمان عالم سے ٹکرائیں۔ فتح مکہ کے روز آپ ﷺ کے مختصر خطاب کا بے پایاں اور بے کراں نفسیاتی اثر ہوا۔ صرف ایک ہی رات میں پورا شہر (مکہ مکرمہ) دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا [۸۴] نیز اس موقع پر آپ ﷺ نے امان نامہ جاری کیا اور فوج کو بھی امن و امان کے حوالے سے ہدایات دیں [۸۵] وہ بھی اپنے بدترین دشمنوں کے خلاف جو آپ ﷺ کی امن دوستی کا بین ثبوت ہے۔

وفد نجران سے مکالمہ اور معاہدہ قیام امن:

نبی کریم ﷺ نے بین الاقوامی تعلقات کی استواری اور بقائے باہمی کو پروان چڑھانے کے لئے مکالمے کو فروغ دیا، یہ اصول خود قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے:

﴿ قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴾ (۸۶)

(آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں۔ پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔)

لہذا نبی کریم ﷺ نے مکالمے کی فضا کو فروغ دیا۔ جب کوئی اسلام کے بارے میں جاننا چاہتا آپ ﷺ ان نکات سے تعلیم دینے کا آغاز کرتے جو یکساں ہوتے تھے۔ وفد نجران کی آمد پر رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مکالمہ کی عملی شکل پیش کی گئی۔ ان کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا اور ان کے ساتھ جو معاہدہ طے پایا، وہ بین المذاہب ہم آہنگی، مذہبی رواداری اور سماجی آزادی کا بین ثبوت ہے۔ اس معاہدہ کے اہم نکات میں ان کے جان، مال اور عبادت گاہوں کے تحفظ کی ضمانت، اور ان کے بنیادی حقوق کا تحفظ شامل تھا۔(۸۷)

آنحضور ﷺ نے احترام آدمیت اور انسانی مساوات پر مبنی ایسا معاشرہ تشکیل دیا جس میں اگر کسی غیر مسلم شہری کے ساتھ کوئی مسلمان زیادتی کرتا، تو خود محسن انسانیت ﷺ مظلوم غیر مسلم کی طرف سے ولی بن کر، مسلمان کے خلاف فیصلہ صادر فرماتے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ جو شخص کسی معاہد (ذمی) پر ظلم کرے گا یا اس کے حق میں کمی کرے گا یا اس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دے گا یا اس کی رضامندی کے بغیر اس کی کوئی چیز لے گا تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے حجت کروں گا(۸۸)۔ نبی کریم ﷺ کا یہ معاہدہ مکالمہ کی نتیجے میں وجود میں آیا تھا۔ یہ معاہدہ سماجی امن اور معاشرتی رواداری کا مظہر ہے اور یہی قیام امن ہی مکالمہ کا مقصد ہے۔ سیرت طیبہ ﷺ ایسی بے شمار مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔

خطبہ حجتہ الوداع: انسانیت کا منشور اعظم

نبی کریم ﷺ نے تیئیس سال کے عرصے میں جس طرح فریضہ نبوت کا ادا کیا اور جو تعلیمات

عطا کیں، جامعیت، اختصار اور جوامع الکلم کے بہترین نمونہ کی صورت میں ان کا اعادہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اس عالمگیر خطبہ میں کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس فرمان سے عالمی امن کے قیام کی بنیادیں رکھ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تمھاری جانیں اور تمھارے اموال اور تمھارے مال اور تمھاری عزتیں تم پر حرام کر دی گئیں ہیں جس طرح آج کے دن کی حرمت اور اس مہینے کی حرمت تمھارے شہر میں برقرار ہے۔ (۸۹) عالمی امن قائم کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ کالے اور گورے کے درمیان کوئی فرق نہ رہے اب فضیلت و برتری کے تمام دعوے، جان ومال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں (۹۰)۔

بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے یہ خطبہ بنیادی نوعیت کا حامل ہے۔ اس میں آپ ﷺ نے تمام محروم اور استحصال زدہ طبقے کو اس کے حقوق عطا کیے۔ آپ ﷺ نے انسانی حقوق کے چارٹر میں ان پر روا رکھے گئے ہر ظلم وزیادتی کے خاتمے کی تاکید فرمائی (۹۱)۔ یہ عالم گیر خطبہ آج بھی دنیا کو ایسے اصول فراہم کرتا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر پوری دنیا امن و سلامتی کا گھوارا بن سکتی ہے، چنانچہ اس سے ایسے بین الاقوامی معاشرے کا وجود عمل میں آیا جس میں خیر، تعمیر، ارتقاء اور عدل بھی تھا جو انسان کے بنیادی اہم حقوق کا ضامن بھی تھا اور اس میں بین الاقوامی قوانین کی پاسداری، عالم امن کا قیام، غلامی سے نجات، حق کی معاونت اور ظلم سے نجات کے سنہری اصول دیئے گئے تھے (۹۲)۔

آپ ﷺ نے اس وقت امن کی بات کی، جب قبائل عرب صد سالہ جنگ کی تھکن سے چور چور تھے، آپ ﷺ نے اس وقت رواداری کی ریت ڈالی جب دنیا تعصب، امتیاز اور جھوٹے پندار کی چار دیواری میں مقید تھی۔ آپ ﷺ نے اس وقت زیر دستوں کا ساتھ دیا جب ان میں فریاد کی سکت نہیں تھی، آپ ﷺ نے اس وقت امن کا علم اٹھایا جب جذبہ ترحم دفن ہو چکا تھا، آپ ﷺ نے اس وقت عفو و درگزر کا پرچار کیا جب صحرائے عرب اپنی پیاس بجھانے کے لئے اپنے فرزندوں کے تازہ خون کا پیاسا طلب گار تھا، جب دنیا رزم گاہ بنی ہوئی تھی آپ ﷺ کی ذات سب انسانوں کے لئے پناہ گاہ ثابت ہوئی، جب لوگ ایک دوسرے کا گوشت نوچ رہے تھے، آپ ﷺ اس وقت ساکنان ارض کو عفو عام کی سوچ دے رہے تھے۔ (۹۳)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ المعجم الوسیط، القاہرہ، ۱۹۷۲، ج:۱، ص:۲۸؛ ابن منظور، لسان العرب، دار الحیاء والتراث العربی، والنشر و التوزیع۔ ۱۹۸۸ء، ج:۲۲۴، ۱۔ المنجد: کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۹۴ء، ص:۶۳؛ فیروز اللغات لاہور، فیروز سنز، ص:۱۲۲؛ اصفہانی، راغب، امام، مفردات القرآن، لاہور، اسلامی اکادمی، ۱۹۸۷ء، ص:۴۹؛
Encyclopedia of religion; Sally wehneier, Oxford Dictionary, Oxford University press, 2000,P:931

۲) حمید اللہ، ڈاکٹر، پیغمبر امن حضرت محمد ﷺ، لاہور، مکتبہ دانیال، ۲۰۱۰ء، ص:۸

۳) البخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول الله و سننه و ايامه، الریاض، دارالسلام، ۱۹۹۹ء، كتاب الايمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يديه، ص:۵، حدیث نمبر:۱۰

۴) سورۃ الروم:۴۱

۵) سید قطب، امن عالم اور اسلام، لاہور، گلستان پبلیکیشنز، ۱۹۷۴ء، ۱۰۔۱۱

۶) سورۃ الانفال:۳۹

۷) سورۃ البقرۃ:۲۵۶

۸) سورۃ الشوریٰ: ۱۵

۹) سورۃ الکافرون:۱-۷

۱۰) سورۃ المائدہ:۳۲

۱۱) صحیح البخاری، الاعتصام بالكتاب و السنة، باب۱۵، من لاثم من دعا الى ضلالة، ص:۱۲۶۰، حدیث نمبر:۷۳۲۱۔ ابن ماجہ، ابواب الديات، باب التغليظ فى قتل مسلم ظلما، ص:۳۷۶، حدیث نمبر:۲۶۱۶

۱۲) الجامع الصحیح، كتاب العلم، باب النصات للعلماء، ص۲۶، حدیث نمبر:۱۲۱

۱۳) ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دارالسلام للنشر والتوزیع، ریاض، ۱۹۹۹ء، كتاب الديات، باب التغليظ فى قتل المسلم ظلما، ص۳۷۶، حدیث نمبر:۲۶۲۰،

۱۴) ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دارالسلام للنشر والتوزیع، ریاض، ۱۹۹۹ء، كتاب الديات، باب التغليظ فى قتل المسلم ظلما، ص۳۷۶، حدیث نمبر:۲۶۱۵،

۱۵) ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دار السلام للنش والتوزیع،۱۹۹۹ء، کتاب الادب، باب:۸۵،من یاخذ الشئی من مزاح، ص:۷۰۴، حدیث نمبر:۵۰۰۳

۱۶) مسلم، مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، دارالسلام للنشر والتوزیع، ریاض،۱۹۹۹ء، کتاب البر، باب النهی عن اشارة بالسلاح الی المسلم، ص:۱۱۴۲ حدیث نمبر:۲۶۱۶

۱۷) سورۃ المائدہ:۸

۱۸) اسلام اور امن عالم، انڈیا، ایفا پبلیکیشنز،۲۰۱۰ء، ص:۱۴۴

۱۹) سورۃ البقرہ:۱۹۴

۲۰) سورۃ الشوریٰ: ۴۳

۲۱) امن عالم اور اسلام، ص:۶۴

۲۲) سورۃ یوسف:۹۲

۲۳) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، لبنان، داراحیاء التراث العربی، ج:۱۔۲، ص:۳۱۸

۲۴) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الأکراه، باب:یمین الرجل لصاحبه: انه اخوه خاف علیه القتل أو نحوه، ص:۱۱۹۹، حدیث نمبر:۶۹۵۲

۲۵) ایضا، ص:۳۹۴، حدیث نمبر:۲۴۴۴

۲۶) صحیح المسلم، کتاب البر والصله، باب تحریم التحاسد والتباغض و التدابر، حدیث نمبر:۶۵۲۶، ص:۱۱۲۲

۲۷) الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیه مایحب لنفسه، ص:۵، حدیث نمبر:۱۳

۲۸) ایضا، کتاب البر والصله والأدب، باب: تحریم الهجر فوق ثلاثة وأیام، بلا عذر شرعی، ص:۱۱۲۲، حدیث نمبر:۲۵

۲۹) سورۃ آل عمران: ۱۵۹

۳۰) الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب:من ترک صبیة غیره حتی تلعب به، أو قبلهاأو مازحها، حدیث نمبر:۵۹۹۷

۳۱) سورۃ الحشر:۱۰

۳۲) بیہقی، امام، ابی بکر احمد بن الحسین، شعب الایمان لبنان، دارالکتب العلمیہ،۱۹۹۰ء، فصل : فی نصحیة الولاة ووعظم، حدیث نمبر:۷۴۴۴، ص:۳۴

۳۳) سنن ابن ماجہ، کتاب الزهد، باب البغی، حدیث نمبر:۴۲۱۳، ص:۶۱۳

۳۴) صحیح المسلم، کتاب البر والصله، باب:تحریم الهجرفوق با مذدحم من ثلاثة ایام، حدیث نمبر:۶۵۳۲، ص:۱۱۲۲

۳۵) الصحیح المسلم، کتاب الایمان، باب :خصال المنافق، ص:۴۶، حدیث نمبر:۱۰۶

۳۶) صحیح البخاری، کتاب الجذية باب اثم من قتل معاهدا، حدیث نمبر:۱۳۶۶، ص:۵۳۷

۳۷) صحیح المسلم، کتاب الجهاد، حدیث نمبر، ۱۶، ج:۳، ص:۱۳۶۱

۳۸) سورۃ آل عمران: ۱۶۴

۳۹) عبد الرؤف ظفر، ڈاکٹر، عصر رواں سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں، لاہور، مکتبہ قدوسیہ، ۲۰۱۲ء، ص:۳۶

۴۰) سورۃ حم سجدۃ: ۴۲ (اس سورۃ میں آیت نمبر ۴۲ نہیں ہے۔)

۴۱) سورۃ الزلزال:

۴۲) سورۃ النجم:۳۹

۴۳) بخاری، الجامع الصحیح، ص:۱۲۲۹، حدیث نمبر:۱۷۰۵

۴۴) ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، ریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹ء، کتاب ابواب الصفة القيامة ، باب: فی القيامة، ص:۵۵۰، حدیث نمبر:۲۴۱۶

۴۵) الصحیح المسلم، کتاب الایمان، باب:بیان كون النهی عن المنكر من الایمان، ص:۴۲، حدیث نمبر:۱۷۷

۴۶) الصحیح المسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحة ص: ۴۵، حدیث نمبر:۱۹۶۔ الجامع الصحیح، ص:۱۳، حدیث نمبر:۵۷

۴۷) النووی، محی الدین ابی بکر، امام، ریاض الصالحین، قطر، ادارہ احیاء التراث الاسلامی، ۱۹۸۷ء، باب الامر بالمعروف و نهی عن المنكر، ص:۱۰۷، حدیث نمبر:۱۹۲

۴۸) سورۃ روم:۲۱

۴۹) سورۃ البقرہ:۱۸۷

۵۰) سورۃ النساء:۳۴

۵۱) الصحیح المسلم، کتاب الرضاعة، باب الوصية بالنساء، ص:۳۶۳۳، حدیث نمبر:۶۲۶

۵۲) سنن نسائی، کتاب الجهاد، باب الرخصة فی التخلف لمن له والده، ص:۴۶۲، حدیث نمبر:۳۱۰۶

۵۳) ابن ماجہ، کتاب الادب، باب برالولدوالاحسان الی البنات، ص:۵۲۶، حدیث نمبر:۳۶۷۰
۵۴) الصحیح المسلم، کتاب الرضاعت، باب:خیر متاع الدنیا المراة الصالحة، ص:۶۲۷، حدیث نمبر:۳۶۳۹
۵۵) الجامع الصحیح، کتاب البر والصله و الأداب، باب:نصر الأخ ظالما أو مظلوما، ص:۱۱۳۰، حدیث نمبر:۲۵۸۳
۵۶) الجامع الصحیح، کتاب الزکوۃ، باب: اخذ الصدقة من اغنیاء و ترد فی الفقراء حیث کانوا، ص:۲۴۳، ص:۱۴۹۶
۵۷) ایضا، کتاب البیوع، باب السهولة و السماحة فی الشراء و البیع، ومن طلب حقا فلیطلبه فی عفاف، ص:۳۳۳، حدیث نمبر:۲۰۷۶
۵۸) ایضا، کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان ولم یکتما و نصحا، ص:۳۳۴، حدیث نمبر:۲۰۷۹
۵۹) سورۃ النساء:۱
۶۰) سورۃ الحجرات:۱۳
۶۱) ترمذی، جامع، ابواب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة الحجرات، ص:۷۴۳، حدیث نمبر:۳۲۷۰
۶۲) الطبقات الکبریٰ، ج:۲،۱، ص:۳۹۲
۶۳) ترمذی، جامع، ابواب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة الحجرات، ص:۷۴۳، حدیث نمبر:۳۲۷۰
۶۴) محمد بن سلامہ، مسند الشهاب (موئسستہ الریان، بیروت) ج:۱، ص:۱۴۵
۶۵) الجامع الصحیح، کتاب المحاربین من أهل الکفرو الردة، ص۱۱۷۶، حدیث نمبر ۶۸۲۸
۶۶) سورۃ الحجرات:۹:۴۹
۶۷) مناظر احسن گیلانی، النبی الخاتم، الفیصل ناشران و تاجران کتب، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۵، ۱۲۳:۔۱۲۲؛ طبقات الکبریٰ، ج:۱، ص، ۲۳۸؛ سیرۃ، ج:۲، ص ۱۵۰ ؛ محمد حسین ہیکل، حیات محمد ﷺ، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، ۱۹۹۳ء، ص:۲۶۶
۶۸) طبقات الکبری، ج:۱، ص، ۱۱؛ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ دار الکنوز العربیہ، س۔ن، ج:۱۔۲، ص ۵۰۷؛ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، محمد رسول اللہ، بیکن بکس، ۲۰۰۵ء، ص:۱۵۴؛ محمد حسین ہیکل، حیات محمد ﷺ، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، ۱۹۹۳ء، ص:۲۶۲۔۲۶۳؛ سلیمان منصور پوری، قاضی، رحمۃ اللعالمین، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، ۱۹۹۱ ایضا، ص:۹۵؛۔ سیرۃ النبویہ، ج:۲، ص:۱۸۷؛۔ عہد نبوی مین نظام حکمرانی، ۸۲،؛ مدنی معاشرہ، عہد رسالت میں، ص:۱۵۷؛۔ سید قاسم محمود، دنیا اسلام کا تابندہ ستارہ، ڈاکٹر حمید اللہ، لاہور، بیکن

بکس اردو بازار، ۲۰۰۵ء، ص:۱۵۸؛ محمد اسماعیل، سید، رسول عربی اور عصر جدید، لاہور، احمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ص:۱۳۲

۶۹) محمد حسین ہیکل، حیات محمد ﷺ، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، ۱۹۹۳ء: ص:۲۰۷؛ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، محمد رسول اللہ ﷺ، بیکن بکس، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص:۱۶۸۔۱۷۰؛ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، کراچی، دار اشاعت، ۲۰۰۳ء، ص:۳۱۴

۷۰) سنن ابی داؤد، کتاب الاداب، باب: فی العصبیة، حدیث نمبر:۵۱۲۱، ص:۷۲۰

۷۱) محمد حسین ہیکل، حیات محمد ﷺ، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، ۱۹۹۳ء، ص:۲۶۴

۷۲) حضور اکرم ﷺ پیغمبر امن و سلامتی، مرتب: قریشی، محمد اسحق، ڈاکٹر، فیصل آباد، شعبہ عربی گورنمنٹ کالج، ۱۹۹۸ء، ص:۳۶

۷۳) سورۃ الکافرون: ۱۔۷

۷۴) سورۃ الشوریٰ: ۱۵

۷۵) اسلام اور امن عالم، انڈیا، ایفا پبلیکیشنز، ۲۰۱۰ء، ص:۱۴۶

۷۶) امن عالم اور اسلام، ص:۷۵

۷۷) سورۃ الحجرات ۱۱۔۱۲

۷۸) غزالی، محمد بن محمد، المستصفی من علم اصول، مصر، منشورات الشریف الرخی، ۱۳۲۲ھ، ج:۱، ص:۲۸۷

۷۹) سورۃ بنی اسرائیل: ۷۰

۸۰) سورۃ المائدہ : ۳۲

۸۱) سورۃ الاعراف: ۵۶

۸۲) محمد اسماعیل، سید، رسول عربی اور عصر جدید، لاہور، احمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ص:۱۵۴۔۱۶۰

۸۳) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، محمد رسول اللہ، بیکن بکس، ۲۰۰۵ص:۱۶۵؛ ایضا، ص؛۱۸۴

۸۴) ایضا ص: ۱۸۶؛ ایضا، ص:۱۸۷؛ سلیمان منصور پوری، قاضی، رحمۃ اللعالمین، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص:۱۱۳

۸۵) جامع ترمذی، کتاب التفسیر، سورۃ نحل؛ اکرم ضیاء العمری، ترجمہ: عذرا نسیم فاروقی، مدنی معاشرہ، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۲۰۰۵ء، ص:۴۳۳

۸۶) سورۃ آل عمران : ۶۴

۸۷) البلازری، احمد بن یحییٰ بن جابر، فتوح البلدان، بیروت، ۱۹۸۷ء، ص ۷۱۔۷۲

۸۸) ابی داؤد، ج:۲، حدیث نمبر:۱۲۸۵

۸۹) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب حجة الوداع، ص:۷۴۷، حدیث نمبر:۴۴۰۶

۹۰) سنن ابی داؤد، کتاب الدیات، قتل خطاء بحوالہ: شبلی نعمانی، سیرت النبی، لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب، ج:۱، ص:۳۰۹

۹۱) طبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک (شرکہ ومطبعة مصطفی البانی الحلبی و اولادہ بمصر الطبعة الثالثہ، ۱۹۶۷ء، ج:۲، ص:۲۰۶؛ الطبقات الکبریٰ، ج:۱۔۲، ص:۳۷۶

۹۲) عصر رواں، سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں، ص:۲۸۵

۹۳) حضور نبی اکرم ﷺ پیغمبر امن وسلامتی، مرتب: ڈاکٹر محمد اسحق قریشی، لاہور، مکتبہ زاویہ، اردو بازار، ۱۹۹۸ء، ص:۳۶

* *